بقیۂ اثبات نبوت

یہہ مضمون چونکہ جلد ۲ و ۳ کے متفرق پرچون مین متفرق طور پر چھپکر ناتمام رہگیا تھا اور بعض لوگون نے اُن سب پرچون کا اتفاق مطالعہ نہین ہوا اس لیٔ قبل آغاز اس مضمون کے مطالب سابقہ کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ وہ لوگ جن کو سابق پرچے نہین پہنچے اسکے لطف سے محروم نرہین۔

جلد ۲ کے نمبر ۳ سے نمبر ۷ تک ہم نے یہہ ثابت کیا تہا کہ عقل انسانی حسن و قبح اشیا (جو خدا تعالی کی رضا و عتاب و ثواب و عذاب کا متعلق ہو) قبل ورود شرع نہین سمجہتی اور اشیا پر از خود نیک و بد ہونیکا حکم شرعی نہین لگا سکتی۔ اسیکے ضمن مین کانشنس کا بہی ذکر کیا گیا اور نیچر خیالی اہل نیچر مین بہی خوب مباحثہ ہوا۔ اور یہہ ثابت کیا گیا کہ کانشنس بہی ہادی نہین ہے اور جسکو نیچر سمجہا جاتا ہے وہ بہی رہنما ہونے کو لایق نہین۔ اس سے یہہ شبہہ پیدا ہوا کہ جب بالات مین تمہارے نزدیک قبل ورود شرع نہ عقل یا کانشنس رہنما ہے اور نہ نیچر رہنمائی کے لایق ہے پہر تمنے نبوت اور اُسکے ماننے کی ضرورت کو (جو منجملہ احکام شرعیہ ایک حکم ہے) کس دلیل سے سمجہا اور مان لیا ہے۔ اس شبہ کو مٹانے کے لیئے دس سوال و جواب ہوئے اسی ضمن مین ایکبات یہہ بہی کہی گئی تہی کہ نبوت بذات خود ثابت ہے۔ نبی کی تعلیمات اس قسم سے ہین کہ وہ ثبوت نبوت پر خود دلیل ہین ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب + گر دلیلی بایدت از وی رو متاب۔ اس امر کے اثبات کے لیئے بیان حقیقت نبوت اور اُسکے خواص کی ضرورت ہوئی۔ اس بیان کے لیئے مقدمات ذیل کی تمہید مناسب نظر آئی۔

مقدمۂ اولی یہہ کہ خدا تعالی قیوم عالم موجود ہے۔

(۲) خدا تعالی کی حقیقت ذات و صفات کا عامہ خلایق کو علم نہین۔

(۳) ہر چیز موجود کے لئے ضروری نہین ہے کہ وہ ہر کسی کے دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے ٹٹولنے مین آسکے

(۴) محال و مجہول الکنہ مین فرق ہے۔ اول کے وجود سے انکار جائز بلکہ لازم۔ ثانی کے وجود سے انکار جائز نہین۔

(۵) موجودات عالم سے جو چیز انسان کے حواس خمسہ مین نہ آوے اسکو انسان بقوت انسانی جان نہین سکتا۔

(۶) انسان اپنی ملکی طاقت سے ایسی چیزون کا بھی علم رکھتا ہے جو حواس خمسہ سے معلوم نہو سکین۔ اس مقدمہ کی تمثیل و تائید مین سچی خوابون اور غیبی خبرون کا جو ملکی صفت لوگون سے سرزد ہوئی ہین ذکر کیا گیا۔ پہر انکے موجود ہونے پر ملی و ذاتی دلیل کو وارد کیا۔ پہر اس باب مین فلاسفہ و صوفیہ کا خیال (کہ انسان کے لئے اس ملکی طاقت کا حصول اور مغیبات کا علم کسبی و اختیاری ہے) بیان کرکے اسکی غلطی کو ظاہر کیا گیا۔ اس غلطی کے اظہار مین جو صوفیون سے خطاب ہوا ہے اسمین آیات سے استدلال کیا گیا اسکا تتمہ یہہ ہے جو ذیل مین لکہا جاتا ہے۔ اسکے بعد بقیہ مقدمات کو بیان کیا جاویگا۔

اور خدا تعالی نے سورہ لقمان مین فرمایا ہے خدا تعالی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہ مینہہ برساتا ہے۔ اور کوئی جی نہین جانتا کہ کس زمین مین مریگا۔ اس آیۃ کی تفسیر دوسری آیۃ اور حدیث مین اسطرح آئی ہے کہ ان چیزون کا علم بجز خدا کسیکو نہین ہے۔ وہ آیۃ یہہ ہے کہ خدا کے پاس غیب کی کنجیان ہین۔ اور حدیث یہہ ہے جو ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا غیب کی کنجیان پانچ ہین جنکو بجز خدا کوئی نہین جانتا۔ کوئی نہین

> اِنَّ اللّٰہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام۔ وما تدری نفس ماذا تکسب غدا۔ وما تدری نفس بای ارض تموت۔ لقمان ع ۴

> وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا اللّٰہ۔ (انعام)
> قال رسول اللّٰہ مفاتح الغیب خمس لا یعلمہن الا اللّٰہ لا یعلم ما فی الارحام الا اللّٰہ ولا یعلم

متی یأتی المطر الا الله ولا تدری نفس بای ارض تموت ولا یعلم متی تقوم الساعة الا الله (رواہ البخاری) ص ۱۸۹

جانتا بجز خدا کہ کل کو کیا ہوگا اور کوئی نہین جانتا بجز خدا جو رحم گھٹاتی ہین اور کوئی نہین جانتا بجز خدا کہ مینہہ کب آویگا اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کہان مریگا اور کوئی بھی نہین جانتا بجز خدا کہ قیامت کب آویگی۔

اور حضرت **عائشہ** صدیقہ نے فرمایا ہے جو کہو کہ آنحضرت اُن پانچ چیزون کو

عن عائشة قالت من اخبرك ان محمدا یعلم الخمس التی قال الله تعالی ان الله عنده علم الساعة فقد اعظم الفرية

جانتے تھے جنکا آیتہ (ان الله عنده علم الساعة) مین ذکر ہے اُس نے بڑا جھوٹ بولا اور خاصکر علم قیامت سے آنحضرت کا بیخبر ہونا تو صریح آیات واحادیث مین پایا گیا ہے۔ آیتہ یہہ ہے تجھہ سے قیامت کی بابت پوچھتے

یسئلونك عن الساعة ایان مرساها قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا هو۔ فی حدیث ابی هریرة ان جبرئیل قال للنبی صلعم اخبرنی عن الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل۔ (رواہ البخاری) ص ۱۲

ہین کہ کب گھڑی ہوگی تو کہدے اسکا علم خدا کے پاس ہے اسکو وہی اپنے وقت پر کھولیگا۔ آنحضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی تو آپنے فرمایا مین تجھہ سے زیادہ نہین جانتا۔

ان **احادیث و آیات** سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو لوگ خیال کرتے ہین کہ ملکی طاقت کے حصول سے علم مغیبات اختیاری وغیر محدود ہو جاتا ہے یہہ غلطی ہے۔ آنحضرت سے بڑھکر اس امت مرحومہ مین کوئی ملکی صفت نہین ہے۔ اور جب آنحضرت کا علم وسیع و اختیاری نہ تھا تو اَور کسی کا کب ہو سکتا ہے یہہ ایک ضمنی بیان ہے جسمین غلطی صوفیہ وغیرہ کا اظہار رہوا۔ اب بقیہ مقدمات کو بیان کیا جاتا ہے۔

مقدمہ سابقہ

[یہہ مقدمہ دقیق باتون پر مشتمل ہے خصوصًا جو باتین اسکے حواشی مین بیان]

ہو ہی ہین وہ اَور بہی دقیق ہین - جو لوگ اُنکو خود نہ سمجہین وہ کسی قدر اہل علم سے
اُنکا مطلب پوچہ لین - ان باتون کے سمجہنے کو علم کے سوا ذہن ثاقب و فکر صایب
بہی بکار ہے - جو لوگ اسکا مطلب سمجہ جائینگے کمال حلاوت علمی و عقلی پائینگے

فطرت انسانی (جو مشاہدہ مین آتی ہے (اور وہ دوسرے محاورہ مین نیچر محسوس یا نیچر حسی یا واقعی کہلاتی ہے جسکا نیچری معاملات مین لایق اعتبار و اعتماد ہونا ہم سب ہی سے مان رہے ہین جیسے نیچر عقلی و خیالی تجویزی حضرات نیچریہ سے انکار کر رہے ہین) اپنی زبان حال سے باواز بلند اپنے فاطر و خالق و قیوم عالم کے حضور مین پکار رہی ہے کہ اے بار خدا تو نے مجہہ مین ان علوم و اخلاق نیک و بد (بمعنی صفتہ کمال و نقصان)

† دیکہو مضمون (خدا کا نیچر اَور ہے اور سید احمد خان کا اَور) جو حصہ دوم نمبر ۹ جلد ۱ اشاعۃ السنۃ مین شایع ہوا ہے اور نمبر ۹ جلد ۲ کا صفحہ ۲۲۷ جس مین صاف تصریح ہے کہ پیدایش عالم اور اسکی مرئی اور محسوس حالات جنمین کتر پیونت عقل کو دخل نہین اور اُنکو نیچر کہنے مین ہمکو نزاع نہین الخ - اور مضمون (النیچر) مین (جو اسی پرچہ مین لکہا گیا ہے) تو اس بات کی خوب ہی توضیح کی گئی ہے - یہہ بات ہم نے اس لیئے جتا دی ہے کہ ہمارے دانا دشمن اور نادان دوست یہہ نہ لکہنے لگین کہ مدت سے نیچر کا ابطال کر رہے تہے اب اسی نیچر سے استدلال کرنے لگے ہین - اور یہہ جان لین کہ جس نیچر کا ابطال کرتے تہے وہ اَور (نیچر عقلی و خیالی) ہے اور جس سے استدلال کیا ہے یہہ اَور (حسی و واقعی) ہے جس سے ہمکو پہلے ہی اعتراف تہا - اس معنی کر نیک و بد (یا حسن و قبح) کا عقل یا نیچر سے معلوم ہونا کسیکا محل اختلاف نہین ہے دیکہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۱ و نمبر ۳ جلد ۲ - یہہ بہی اسی لیئے جتایا گیا ہے کہ نا فہم لوگ ہم پر یہہ اعتراض نکرین کہ پہلے نمبر ۳ جلد ۲ مین عقل کا اور اسکے حسن و قبح اشیاء مین بیکار ہونا ثابت کیا ہے اور نمبر ۹ جلد ۲ مین نیچر کا (حسی و واقعی کیون نہو) مثبت احکام ہونا بیان کیا ہے - پہر نیک و بد ہونا اخلاق کا قبل اثبات نبوت و شرع کہانسے سمجہ لیا - اور یہہ جان لین

حاصل کرنیکا مادہ رکھا ہی جو میری ہمجنس مخلوقات (حیوانات نباتات وجمادات) مین نظر نہین آتا اور مجھہ اُن علوم و اخلاق کے لیئے استعداد و تمیز دی ہے جو میری ہمجنسون کو کہائی نہین دیتی اے بار خدا مجھسے اس مادہ و استعداد و تمیز کے موافق کام لے۔ اور میری تکمیل کیواسطے نہ اپنی ذاتی غرض کیواسطے مجھہ اس نیک و بد کے کرنے و نہ کرنیکا حکم دے۔ میرا اسی مین کمال ہے اور مجھہ مہمل چھوڑنے مین میرا بھی نقصان ہی ✢ جیسے آفتاب بزبان حال پکار رہا ہے کہ اے بار خدا تونے مجھہ قوت اشراق عطا کی ہے مجھہ اس قوت کو کام مین لانے اور اپنے نور سے عالم کو روشن کرنیکا حکم دے اور زمین پکار رہی ہے کہ اے میرے قیوم تونے مجھے منقل چیزوں کا مرکز و مرجع بنایا ہے مجھہ ان چیزون کا بوجھہ اُٹھانے اور اپنی طرف کھینچنے اور بُلانے کا حکم دے۔ اور خود حضرت انسان بزبان طبع پکار رہا ہی کہ خدایا تونے مجھہ بھوک کیوقت روٹی کھانے اور پیاس کیوقت پانی پینے کے لایق کیا ہی مجھے بھوک و پیاس کیوقت روٹی اور پانی کیطرف میلان کرنیکا حکم دے۔ ☙ ہر چند یہہ حکم جس کی فطرت انسانی خواستگار ہی طبعی ہے (جیسے آفتاب و زمین

کہ یہان اخلاق کو نیک و بد بمعنی صفت کمال و نقصان کہا گیا ہی جیسکے ادراک کیلیئے عقل کافی ہے اور نتیجہ واقعی اسکا مثبت ہی۔

✢ اس مین اُس مسئلہ کی رعایت ہی جو نمبر ۸ جلد ۲ مین بصفحہ ۲۲ بیان ہوا ہی کہ خدا تعالی کے افعال و احکام کسی ذاتی غرض و منفعت سے معلل و مسبب نہین ہوتی۔

✢ یہہ تمثیل اُس دعوی کے موافق ہی جو نمبر ۸ جلد ۲ صفحہ ۲۴ مین کیا گیا ہی کہ انسان کا مکلف باحکام ہونا ایسا بچشم عقل دکہائی دیتا ہی جیسے آفتاب کا بچشم جسمانی روشن ہونا۔ اب ناظرین اس دعوی کا ثبوت لین اور ہمارے وعدہ کا ایفا دیکہین۔

☙ یہہ جواب ہی اُس اعتراض کا کہ جس حکم کا فطرت انسانی مین ثبوت پایا جاتا ہی وہ حکم طبعی ہی اور جس حکم کے اثبات کے تم درپے ہو اور اُسکے اثبات سے اثبات نبوت چاہتے ہو وہ حکم شرعی ہے

وغیرہ اشیا ہنکے احکام مطلوبہ بحسب مقتضائے طبع طبعی ہین) جیسے حصول رضا و عتاب
الٰہی و ثواب و عذاب اُخروی عقل یا طبع از خود تجویز نہین کر سکتی ولیکن بوجود
حکم خداوندی یہی حکم طبعی شرعی ہو جاتا ہے جیسے رضا و عتاب و ثواب و عذاب کا
مرتب ہونا شرع سے معلوم ہوتا ہے - شرع عین طبع کے موافق وارد ہوتی ہے - اور
اس حکم طبعی کو باثبات لوازم (رضا و عتاب و ثواب و عذاب) شرعی بنا دیتی ہے
اس نظر سے فطرت انسانی گویا حکم شرعی سے مامور ہونے کی طالب ہے -

یہہ مقدمہ اگرچہ بظاہر عنوان ایک مقدمہ ہے مگر درحقیقت یہہ کئی مقدمات پر
مشتمل ہے اس لیئے اس مقدمہ کا اثبات اُن سب مقدمات کی تفصیل ہو سکتا ہے جو ضمن
تشریحات ذیل قلم مین آتی ہین -

اول تشریح حقیقت و صفات انسانی

انسان کو ہم بظاہر مجموعہ صفات جسمانی و روحانی دیکھ رہے ہین (جیسے لنبا چوڑا
جسمدار ہونا - اُس جسم کا بڑہنا - اُسکا خوبصورت و خوش رنگ ہونا - ارادہ سے چلنا پہرنا
دیکھنا ٹٹولنا - کلی و جزئی امور کو سوچنا - عمدہ عمدہ چیزین بنانا - کسی پر حملہ یا غصہ کرنا - محبت
یا شفقت سے پیش آنا - اپنے خالق و قیوم کے آگے بازو جہکانا - علی ہذا القیاس) -

پہر یہہ سوچتے ہین کہ منجملہ ان صفات کے وہ صفات جو انسان سے مختص ہین اور وہ انسانیت
کا مناط و مدار ہین اور انکے سبب سے انسان انسان کہلاتا ہے - کونسی صفات ہین - اگر ہم یہہ خیال
کرتے ہین کہ وہ صفت اُسکا طول قامت اور عظم و ضخامت جسم ہے تو ہم کو خیال آتا ہے کہ یہہ
صفات تو انسان کی نسبت درختون اور پہاڑون مین بدرجہا بڑہکر ہین - اگر یہہ مدار و
مناط انسانیت ہین تو پہاڑ اور درخت بطریق اولی مستحق اطلاق لفظ انسان ہین -

حاصل جواب یہہ ہے کہ جس حکم کی فطرت اور طبیعت انسانی سے ضرورت ثابت کرتی ہے وہی حکم بعد صدور شرعی
ہو جاتا ہے شرع عین مقتضائے طبع کے موافق وارد ہوتی ہے اور اس حکم طبعی کو بانضمام لوازم شرعی بنا دیتی ہے -

ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنے والے وہابی نہین

(لایق توجہ گورنمنٹ و اعیان مذہب)

نمبر (۱)

منجملہ اُن الفاظ غیر مہذبانہ کے (جو بحث و تکرار مین نا انصاف مجادلین ایک دوسرے کو کہدیتے ہین جن سے بضمن نمبر ۱۲ جلد ۴ مضمون (مناظرات مذہبی) مین ہم بدلایل رد کر چکے ہین۔ ایک لفظ وہابی ہے جو قرآن و حدیث پر عمل کرنیوالون کو انکے مخالف کہدیتے ہین اور در حقیقت وہ اس لفظ کے مصداق اور وہابی نہین ہین۔

اُنکو وہابی کہنا ایسا ہے جیسا انکا اپنے مخالفین کو بدعتی اور مشرک کہنا۔ اور بعض اہل سنت کا شیعہ کو رفضی کہنا۔ اور بعض اہل تشیع کا سنیون کو ناصبی یا خارجی کہنا ہے مگر حقیقت و انصاف کی نظر سے دیکھا جاوے تو یہہ بہی الفاظ و القاب غالباً بیمحل استعمال کیئے جاتے ہین۔ نہ اہل سنت بدعتی یا خارجی ہین۔ نہ اہل تشیع رفضی۔ نہ اہل حدیث ہندوستان کے وہابی۔

بطور سب و شتم یا بطور حکم و افتا کسیکو کافر یا مشرک یا بدعتی بیدین کہدینا دوسرا امر ہے (جسکا بیان حکم اس مقام مین ہمارا مقصود نہین ہے اس بیان کے لیئے ایک اور مضمون بعنوان (کفر و کافر) عنقریب شایع ہونیوالا ہے) مگر کسیکا کوئی مذہبی لقب مقرر کرنا اور اسکو اس نام سے مخاطب کرنا تب ہی مناسب و زیبا ہے جبکہ وہ اس لقب کو اپنے لیئے پسند کرے اور اس نام سے اپنے اہل مذہب کو پکارتا ہو اور جو کوئی کسی لقب و نام کو اپنے لیئے پسند نکرے اور اُس سے تبری و تحاشی ظاہر کرے اسکو اس نام سے پکارنا اور وہ اُسکا مذہبی لقب مقرر کرنا مناسب نہین ہے۔ اور نہ وہ اُسکا مذہبی لقب ہو سکتا ہے۔

بناءً علیہ اہل سنت جو بدعت سے بیزار ہین اور ما انا علیہ و اصحابی کو اپنا اشعار رکہتے ہین بدعتی کہنا اور اہل تشیع کو جو رفض سے محترز ہین رافضی کہنا اور سنیون کو جو حب اہل بیت کو جزو ایمان جانتے ہین ناصبی کہنا اور اہل حدیث کو جو وہابیت سے تبری و تحاشی کرتے ہین وہابی کہنا اہل انصاف کے نزدیک پسندیدہ نہین ہے
اس مقام مین شیعہ و سنی کی باہمی زشت خطابی سے بحث مقصود نہین بلکہ صرف اہل سنت کے دو فرقے (جن مین ایک فریق اپنے مخالف کو وہابی کے نام سے پکارتا ہے دوسرا اسکو بدعتی کے نام سے یاد کرتا ہے) کے باہمی نا ملایم خطاب و تنابز بالالقاب سے روکنا* مدنظر ہے -

پس والا اپنے بھائی موحدین متبعین سنت سید المرسلین کیخدمت مین ناصحانہ التماس ہے کہ اپنے اخوان دین اہل سنت و جماعت کو جو بعض فروع مین انسے اختلاف رکھتے ہین اور اصول عقاید مین انسے متفق ہین سنت و حدیث کو مانتے ہین بدعت کو برا جانتے ہین صرف ارتکاب بعض بدعات کے سبب (جو ناواقفی یا تاویل کی وجہ سے انسے سرزد ہوتی ہین) بدعتی لقب مقرر کرنا اور دایرہ اہل سنت و جماعت سے خارج سمجہنا چھوڑ دین - اور اس باب مین حضرت مولانا محمد اسمعیل دہلوی علیہ الرحمۃ (جنہون نے اس ملک ہند مین سنت کو بدعت سے ممیز کیا ہے اور توحید و اتباع کا طریق مشہور عام کیا ہے) کے قول کو ملاحظہ فرماوین - آپنے بیسیون امور کو جو اہلسنت زمانہ حال مین معمول و مروج ہین بدعت ٹھہرایا ہے - و مع ذلک یہہ بہی فرمایا ہے کہ ہمارے ان باتون کو بدعت کہنے سے کوئی انکے مرتکبین کو جو اہل سنت کہلاتے ہین بدعتی نہ کہدے اور انکو دایرہ اہل سنت سے خارج نہ کردے - اسکی وجہ وہی ہے

* جس سے خدا تعالی نے اس آیتہ سورہ حجرات مین منع فرمایا ہے ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون یعنی ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو (ایسا کرنا فاسق ہونا ہے) اور مومن ہو کر فاسق نام رکھنا برا ہے جو (اس سے) توبہ نکریگا وہ ظالم ہے -

جو ہم نے بیان کی ہے ورنہ قاعدہ مشہورہ قیام مبدا حمل مشتق کا موجب ہوا کرتا ہے
اور یہ کسی اور اہل علم پر مخفی نہیں ہے آپ کتاب ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت
والضریح چھاپہ قدیم دہلی کے صفحہ ۳ مین فرماتے ہین مسئلہ سادسہ باید دانست کہ
ہر چند در شرح شریف بسیاری از افعال و اقوال و اخلاق از شعب کفر و نفاق شمردہ
اند اما از اطلاق لفظ کافر و منافق بر شخصی خاص ہمین متبادر میشود کہ عقیدۂ
کفر و نفاق میدارد و ہمچنین باید فہمید کہ ہر چند ہزاران ہزار امور از قسم بدعت است
کہ پارہ از آن بطریق نمونہ درینمقام ذکر کردہ شد۔ اما از اطلاق لفظ مبتدع یا صاحب
بدعت بر شخصی خاص ہمین معنی فہمیدہ میشود کہ شخص مذکور عقیدہ بدعت میدارد
پس بنا برارتکاب اقسام باقیہ از بدعۃ حقیقیہ و جمیع اقسام بدعۃ حکمیہ مرتکب آنرا مبتدع
و صاحب بدعت نتوان گفت پس چنانکہ از معدود کردن بعضی[۳] افعال و اقوال و خلاق
از شعب کفر و نفاق مقصود ہمین ست کہ سامعین از آن اجتناب نمایند نہ آنکہ آنچہ در
قرآن مجید از احکام کفار و منافقین از قسم قتل[۴] و نہب و سبی و ترقیق و وضع جزیہ کہ
در حق کفار وارد شدہ و حرمت صلوۃ جنازہ و ممنوعیت زیارت قبور ایشان و نہی
از استغفار برائے اموات ایشان کہ در حق منافقین وارد شدہ بر صاحب افعال
اقوال و اخلاق مذکورہ مطلقاً اجرا باید کرد۔ ہمچنین از تعداد اقسام بدعۃ درین
مقام مقصود ہمین ست کہ سامعین از جمیع اقسام مذکورہ اجتناب نمایند و راہ
سنت خالصہ اختیار کنند نہ آنکہ آنچہ در حدیث شریف از احکام مبتدعین وارد شدہ
از قسم حبط اعمال ایشان و حرمت توقیر ایشان و اجتناب از عیادت ایشان و احتراز از
مجالسہ و مخالطت ایشان و ممنوعیت ابتداء و مصافحہ در کلام و سلام با ایشان بر مرتکب

۳ چنانچہ اُن افعال و اقوال کی تفصیل مضمون (کفر و کافر) مین ہوگی۔ انشاء اللہ تعالی۔
۴ اُن ہی شروط سے اور اُن ہی لوگون کے حق مین جنکی تفصیل نمبر ۴ و ۵ و ۶ جلد ۲ و نمبر ۱ جلد ۳ رسالہ
اشاعۃ السنۃ مین ہو چکی ہے۔ اور بعض شروط کی تفصیل اس مضمون مین بھی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالی۔

وہ بجز اہل سنت یا اہل حدیث یا جو اسکے معنی مین ہو کچہہ کہلانا نہین چاہتے اور اپنے لیئے وہابی لقب اور نام کو پسند نہین کرتے بلکہ اسکو اپنے حق مین طعن و توہین و دشنام سمجھتے ہین اور اُس سے کمال تنفر و استنکاف و انکار رکہتے ہین۔

اس استنکاف و انکار پر انکو کئی وجوہات باعث ہین ازانجملہ ایک بڑی بہاری وجہ (جسکی طرف ہم اس مضمون مین اپنی دور اندیش گورنمنٹ کو توجہ دلانا چاہتے ہین) یہہ ہے کہ لفظ وہابی (گو لغت یا مذہب کے رو سے کچہہ ہی معنی رکہتا ہو) ایک مدت سے گورنمنٹ انگریزی سے بغاوت کرنیوالے کے معنی مین استعمال کیا جاتا ہے اور ان ہی معنی کو بعض لوگون نے اکثر افسران گورنمنٹ کو خیال مین جما کر انکو زمرہ اہل حدیث کی طرف سے بدظن کر رکہا ہے اور چونکہ اہل حدیث ہند ان معنی کا اثر و نشان اپنے گروہ مین نہین دیکہتے اور بغاوت گورنمنٹ کو جسکے ظل حمایت مین امن و آزادی سے بسر کرتے ہین اپنے مذہب و اعتقاد مین ناجائز جانتے ہین۔ اس لیئے وہ اس لفظ کو اس معنی کر اپنے حق مین استعمال کرنا دشنام و توہین خیال کرتے ہین اور اس سے استنکاف و انکار اپنا مذہبی اور ملکی فرض سمجھتے ہین جیسے ہر کوئی شریف نیک معاش لفظ مفسد و بدمعاش کو اپنی نسبت اطلاق ہونیکو دشنام و توہین سمجہتا ہے اور اس سے احتراز و انکار اپنا دنیاوی و شریفانہ فرض جانتا ہے۔

اسوجہ کے سوا چند وجوہات کہ جو اس انکار پر انکو باعث ہین۔ اہل اسلام خصوصاً اہل حدیث کے ایک جلیل القدر رئیس و پیشوا سید محمد صدیق حسن خان بہادر نواب ریاست بہوپال نے (جنکو قصی درجہ عروج دین و دنیاوی کے علاوہ گورنمنٹ انگلشیہ مین بہی پورا قرب و عتبار حاصل ہے اور انکا گورنمنٹ اور ملک کے لیئے خیرخواہ ہونا انکی عمدہ اور نمایان کارروائیون سے ثابت ہو

ہین رہیگا۔ انکو ضرر نہ دیگا۔ جو انکو رسوا کرنا چاہیگا یہانتک کہ قیامت کا وقت آئیگا
علی ابن مذہبی نے کہا کہ یہہ حدیث والے لوگ ہین۔
جیسے جنگ کابل مین روپیہ و رفوج سے مدد دینا (۲) سال تک سرکاری فوج متعینہ چہاونی سیہور (خرچ ادا

امامی از ایمه مذاهب منسوب نمی کنیم و تقلید حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی روا نمی
داریم پس تقلید محمد بن عبد الوهاب و اتباع بعضی چه دوم آنکه انتحال مذهبی از مذاهب
صورت نمی بندد مگر بطریق تلمذ یا ارادت یا اتحاد. وطن و نخوان و در هندوستان
مسلمانی از علماء و جهلا معلوم نمیشود که شاگرد صاحب نجد یا مرید یا هموطن او باشد
پس دخول هندیان در مذهب و طریقه او چه قسم متصور تواند شد سبحانک هذا بهتان
عظیم سیوم آنکه محمد بن عبد الوهاب مذکور از زمانه دراز گذشته که ازین جهان
فانی پدرود کرده احدی از اولاد و احفاد او خود در وطن وی باقی نیست که داعی
باشد بسوی نحله خود و مردم هند این مذهب را از وی انتحال نمایند دیر باز است که
فتنه صاحب نجد سر در گریبان عدم کشیده و عامر داری و نام و نشانی از کسان او باقی
نمانده پس مذهب مسلمانان هند را بدامن طریقه او بستن خون انصاف از رگ اندیشه
باطل چکانیدن است. نیست نجد کجا و هند کجا. چهارم آنکه اینار مذهبی از مذاهب
گاهی بطریق استفاده از کتب صاحب آن مذهب می باشد چنانکه مذهب حنفیه هند
ماخوذ است از کتب اصحاب این مذهب و مذهب+ مبتدعه هند ماخوذ است از کتب
مبتدعین و صحبت مشرکین و این دسیسه نیز در میان مسلمانان موحدین هند
ثابت نمیتواند شد زیرا که هیچ کتابی از کتب مولفه صاحب نجد در مدارس هند و در
زمره علمائے؟ این مملکت موجود و مروج نیست تا میتوان گفت که استفاده وهابیت
از آن کتاب کرده اند بلکه چنانکه مردم هند بیشتر حنفی مذهب اند و بعضی شیعه همچنین نجد مذکور
متمذهب بمذهب حنبلی بود خود وی ایجاد کدام مذهب و دعوت بسوی کدام تحت

+ یہہ لفظ بالمقابلہ بولا گیا ہے ورنہ مولف کو مسلک اعتدال سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ کے ساتھہ کسی سے تخاطب انکو دل سے پسند نہیں ہے۔

؟ اور جو اسکے رسایل اب چھپے ہیں وہ زمرہ علماء میں ہند اول عام مروج نہیں ہیں۔